

سب سے یقینی حقیقت کی طرف سے غفلت

جب ہم اس کائنات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ہر وجود میں عدم اور ہر عروج میں زوال کا فرمانظر آتا ہے، جہیں بستی سنورتی ہیں پھر ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں، شہر بسے اور آباد ہوتے ہیں پھر ویرانوں اور خراباتوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، رقص و سرور کی مجلسیں گرم ہوتی ہیں پھر ان پر خاموشی کی ایسی چادر دال دی جاتی ہے کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کی آواز تک نہیں سنتا، فوجیں جاہ و جلال کے ساتھ بڑھتی اور برق و باد کی طرح اٹھتی ہیں پھر موت کی ٹیٹھی نیند سو جاتی ہیں، فرعون ہو یا عمرو، ہامان و شداد ہوں یا دارا و اسکندر، ہلاک ہو یا چنگیز یا ان کے بعد آنے والے اس طرح کے لوگ سب کے سب تہہ اجل بن کر ہی رہے۔ جن کے شب و روز فقر و فاقہ میں گزرے جسم سردی گرمی میں نگہ رہے وہ بھی اور جو مخملوں پر سوئے، عیش و عشرت میں رہے وہ بھی، ستاروں پر کندیں ڈال دیں، چاند تک کی سیر کر آئے لیکن موت سے کوئی نفع کر سکتا ہے۔

ابر و باد پر قادر اس قدر مجبور
کہ ایک سانس کے لانے کا اختیار نہیں

اس آخری انجام سے بے فکری ہی انسان کو خدا کا نافرمان بناتی ہے اور ہر قسم کے گناہ و پاپ کو جائز کر دیتی ہے۔ ایک مسلمان بے تکلف دوسرے کا حق مارتا ہے، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہوتا ہے، بیٹے ماں باپ تک کو خون کے آنسو رلاتے ہیں اور اس کا ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ گزرنے والا لمحہ اس کو موت سے قریب اور حرص و ہوس کی اس دنیا سے اس کو دور کر رہا ہے وہ ہاتھ نہیں دیتا۔

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا
کدھر دیکھتا ہے کدھر جا رہا ہے

اس لیے رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو یاد کرو جو لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے یعنی موت کو یاد کر کے اپنے عیش و طرب کو بے مزہ بناؤ، یہاں تک کہ اس کا خطرہ تم سے دور ہو جائے، یعنی آخرت کی پرسکون زندگی مل جائے اور اپنے خدا سے جا ملو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ موت کے بعد جو کچھ پیش آنے والا ہے اور تمہیں اس کا علم ہو جائے، اگر یہ جانوروں کو معلوم ہو جائے تو تم کو کھانے کے لیے کوئی موٹا جانور نہ ملے حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اے

اللہ کے نبی کیا کوئی شہیدوں کے برابر بھی ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں جو دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہو، وہ شہیدوں کے برابر ہوگا کیونکہ اس کثرت سے موت کی یاد اس کو گناہوں سے بچائے گی اور آخرت کی تیاری کیلئے آمادہ رکھے گی، موت کی یاد سے غفلت دنیا کی خواہشات میں منہمک رکھتی ہے اور آخرت کی تیاری سے غافل رکھتی ہے۔

آپ نے ایک دوسری جگہ فرمایا: موت مومن کے حق میں تحفہ ہے کیوں کہ وہ مومن کو دنیا کے قید خانے سے نجات دلاتی ہے اس لیے کہ مومن دنیا میں نفس کو خواہشات سے روکنے میں بڑی الجھنوں سے دوچار ہوتا اور شیطان سے برابر سر پیکار رہتا ہے، موت اس کو اس تکلیف سے نکال دیتی ہے، یہ آزادی اس کے حق میں تحفہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا موت مومن کے لیے کفارہ ہے۔ آپ کی مراد مسلم کامل سے ہے مگر مایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان کی ایذا سے مسلمان محفوظ رہیں، اس میں مسلمانوں کے تمام اخلاق حسنہ پائے جائیں اس کا کردار معاصی سے پرانگندہ نہ ہو الا یہ کہ چھوٹے موٹے گناہ ہوں تو موت اس کو ان چھوٹے گناہوں سے پاک کر دیتی ہے، کبیرہ گناہوں سے بچنے کے بعد چھوٹے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے۔

عطا خراسانی فرماتے ہیں ایک مجلس میں لوگ ہنسی ٹھنکا کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنی مجلسوں میں لذتوں کو مکدر کر دینے والی کو یاد کرو۔ اہل مجلس نے سوال کیا اللہ کے نبی وہ کیا؟ فرمایا موت! حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا موت کو زیادہ یاد کرو وہ گناہوں کو مٹاتی اور دنیا سے بے رغبت بناتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا موت کی یاد اور عبادت خود ایک وعظ ہے۔ ایک دن آپ مسجد میں تشریف لے گئے لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے ہنس کر رہے تھے فرمایا موت کو یاد کرو خدا کی قسم اگر تم کو وہ معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنسو تم روؤ زیادہ۔

لوگوں نے حضور ﷺ کے پاس ایک شخص کی بڑی تعریف کی، آپ نے پوچھا موت کو بھی یاد کرتے ہیں ان لوگوں نے جواب دیا کہ کبھی سنا نہیں آپ نے فرمایا کہ پھر وہ قابل تعریف نہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا، ایک انصاری نے میری بڑی تعریف کی یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا موت کو یاد کرنے اور اس کے لیے تیاری کرنے والے زیادہ عقلمند ہیں۔ ایسے لوگ دنیا میں عزت کے ساتھ رہے آخرت کی سعادت کے ساتھ گئے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ موت نے دنیا کو رسوا کیا اس نے کسی صاحب عقل کے لیے کوئی خوشی کی چیز نہیں رکھی۔ ایک بزرگ نے اپنے دوست کو خط لکھا کہ اے میرے بھائی اس دنیا میں جانے سے پہلے جہاں تم موت کی تمنا کرو گے اس دنیا میں موت کے انجام سے ڈرو اور بچاؤ کی تدبیر کرو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہر رات علماء کو جمع کر کے موت و قیامت کا مذاکرہ کرتے اور اس طرح روتے کہ جیسے ان کے سامنے کوئی جنازہ ©rasailojafaid.com میری زندگی کو مکدر کر دیا ہے، موت

اور اللہ کے سامنے پیش ہونے کا خوف، حضرت حسنؑ فرماتے ہیں کہ جس نے موت کے انجام و عواقب کو سمجھ لیا دنیا کا غم اور مصیبتیں اس پر آسان ہو گئیں، مطرفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد بصرہ کے بیچ کوئی کہہ رہے موت کی یاد نے اللہ سے ڈرنے والوں کے دل پارہ پارہ کر دیے، تم ان کو دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ وہ جذب و مستی کے عالم میں ہیں۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے عائشہؓ سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کرو، تمہارا دل نرم پڑ جائے گا۔ اس عورت نے تعمیل کی تو اس کا دل نرم پڑ گیا اور وہ شکر یہ ادا کرنے آئی۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی میں کسی صاحب عقل سے ملا تو اس کو موت سے ڈرا ہوا اور غمگین پایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے کسی عالم سے کہا کہ مجھے نصیحت کرو تو انہوں نے فرمایا عمر! حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک تمہارے باپ دادا میں کوئی ایسا نہیں جس نے موت کا مزہ نہ چکھا ہو اب تمہاری باری ہے، عمرؓ پر خوف و خشیت کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ وہ رونے لگے۔

مظفر شاہ حلیم گجراتی کے متعلق مورخین کی روایت ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں قبر تیار کرائی اس میں بیٹھے اور پھر اس کو سونے چاندی سے بھرا اور نکال کر خیرات کر دیا اور دعا کی کہ اے اللہ یہ آخرت کی پہلی منزل ہے تو اسے آسان فرما، شیخ ابن مطرفؒ فرمایا کرتے تھے کہ موت نے خوش حالوں کی زندگی کو منقطع اور بے مزہ کر دیا ہے، اے بھائیو! تم ایسا عیش تلاش کرو جس میں موت نہ ہو، کوئی خوف و خطر نہ ہو، حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اپنے ہم نشینوں سے فرمایا کہ موت کو یاد کرو اگر تم خوش حال ہو گے تو وہ اس کو تم پر تنگ کر دے گی تنگ حال ہو گے تو وہ اس کو تم پر وسیع کر دے گی، ابوسلمہ ان درانی کہتے ہیں کہ میں نے ہارون کی ماں سے پوچھا کہ تم موت کو پسند کرتی ہو تو پولیس کہ جب میں کسی انسان کی بات نہیں مانتی تو اس سے ملنے کی ہمت نہیں ہوتی تو موت کو کیسے پسند کروں؟ جب کہ اس کے لئے کوئی تیاری نہیں ہے، ابوسلمہؒ یہی فرماتے ہیں کہ فرزدق کی بیوی کے جنازے میں علماء و معززین بصرہ شریک تھے حضرت حسنؓ بھی موجود تھے انہوں نے ابو فراس سے پوچھا کہ اس دن کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ فرمایا ساٹھ سال سے اشہد ان لا الہ الا اللہ کی تیاری کی ہے۔

تدفین کے بعد فرزدق نے اپنی بیوی کی قبر پر کھڑے ہو کر اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ اے اللہ! اگر آپ کی رحمت بے پایاں نہ میرے گناہوں کو بخود دور کر نہ کیا تو قبر کی بھیا تک گرمی اور تنگی میں جلا ہو جاؤں گا۔ میرے لئے وہ وقت بہت کٹھن ہوگا جب اپنی ڈیوٹی کے پابند فرشتے مجھے باندھ کر جہنم کی طرف لے جائیں گے، وہ شخص بہت ہی ناکام و نامراد ہے جس کی گردن میں پھندا ڈال کر گھسیٹا جائے گا، اے لوگوں! قبروں پر کھڑے ہو کر ان کی ویرانی سے پوچھو کہ تم پر کیا بیت رہی ہے، کون کرب و اذیت میں مبتلا ہے اور کس کو اس کی گھبراہٹ سے نجات ملی، امن و راحت نصیب ہوا اگر اس شہر خوشاں ہے۔

ع آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد خدا کا مطیع و فرمانبردار بندہ باغ و بہار میں جا بھو نچا اور خدا کا نافرمان بندہ ایسی بے چینی و بیقراری میں مبتلا ہے کہ لحد بھر کی راحت نہیں وہ اس بیت ناک گڑھے کے سانپوں، پتھروں کا شکار ہے سانپ اور پتھروں پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔ روح ان کے شدید ذکوں کے عذاب میں مبتلا آکھ ناک ہاتھ زبان ان میں سے ہر ایک سے ہونے والے گناہوں کے عذاب کی الگ الگ قسمیں ہیں، وہاں ایک قبر پر لکھا ہوا تھا۔ ”اے غافل! تم کس سے کہنے جمع کر رہے ہو جب کہ تم کو مرنا اور تہ خاک ہونا ہے“

ابن مساک فرماتے ہیں کہ میں ایک قبر کے پاس سے گزرا جس پر لکھا ہوا تھا کہ میرے اعزہ میری قبر کے پاس سے اس بے اتفاقی سے گزر جاتے ہیں کہ جیسے مجھے جانتے ہی نہیں ہائے ورشہ میرے مال کو بانٹ رہے ہیں، میرے قرضوں کی کوئی فکر نہیں کرتا، سب نے اپنے اپنے حصے لے لئے، ہائے اللہ یہ لوگ جلدی مجھے بھول گئے۔

ایک قبر پر لکھا ہوا تھا کہ اے لوگو! میں امیدوں اور تمناؤں میں الجھا رہا، موت نے سب کا خاتمہ کر دیا اور تنگ و تاریک کوٹھری میں بھونچا دیا اور اپنے کروت پر مصائب و آلام سے دوچار ہوں، میری وصیت ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دی ہے وہ اعمال صالحہ کو قبر کا ساتھی بنائے، اللہ سے ڈرے اور اپنا حساب کتاب درست رکھے۔ اے خاموش قبروں کو دیکھنے والے میں اکیلا ہی یہاں نہیں آیا ہوں بلکہ ہر زندہ شخص اس عالم حسرت و یاس میں آنے والا ہے یہاں کی بے کسی سے سبھی کو دوچار ہونا ہے، کسی نے میری تنہائی میں ساتھ نہ دیا۔

دفن کر کے عزیز سب پلٹے بے کسی تربت پہ تل کھانے لگی

یہ یاد رہے کہ زندگی کے وہ تمام اسباب و وسائل جو شریعت کے حکم کے مطابق اپنائے اور حاصل کئے جائیں اور شریعت ہی کے حکم کے مطابق برتے اور خرچ کئے جائیں تو دین و عبادت ہیں اور خلاف ہوں تو دنیا داری اور عذاب ہیں جس کو مولانا سید سلیمان ندویؒ نے خطبات مدراس کے آخری خطبہ میں زبان نبوت کی ترجمانی کرتے ہوئے ان الفاظ میں ادا کیا ہے ”اس نے (پیغام محمدی) بتایا کہ اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ اسی دنیا کے کاموں کو خدا کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق انجام دینا دین ہے، یعنی خدا کے اصول کے مطابق دنیا داری بھی دین داری ہے“

موت کی یاد اور قبر کی تنہائی کا تصور جس کا برابر مشاہدہ ہوتا رہتا ہے ان اصولوں کو اپنانے کی قوت و طاقت پیدا کرتا ہے۔

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھیج سکتے ہیں۔

editor_alhaq@yahoo.com